میں زکوٰۃ کی رقم جہاد کی ان صورتوں میں بھیجنا زیادہ بہتر ہے جنھیں لسانی، ثقافتی، فکری اور اعلامی جہاد سے تعبیر کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان صورتوں میں تھوڑی رقم بھی زیادہ نمایاں کام انجام دے سکتی ہے۔ ذیل میں بعض ایسی ہی صورتیں پیش کرتا ہوں:

۱- اسلامی دعوتی مرکز کا قیام، جہاں سے لوگوں تک اسلام کی دعوت پہنچائی جائے۔

۲- خود اسلامی ممالک کے اندر اسلامی ثقافتی مراکز کا قیام جہاں مسلم جوانوں کی عملی تربیت ہو سکے اور انھیں اعلاے کلمۃ اللہ کی خاطر تیار کیا جاسکے۔

۳- اسلامی اخبارات و جرائد کا اجرا جو غیر اسلامی صحافتی سرگرمیوں کے لیے چیلنج ہو۔

۴- اسلامی کتب کی نشرواشاعت جس میں اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جائے اور کفر کی ریشہ دوانیوں کو اُجاگر کیا جائے۔

یہ وہ چند صورتیں ہیں جہاں زکوٰۃ کی رقم ارسال کرنی چاہیے بلکہ زکوٰۃ کے علاوہ بھی ہر ممکن طریقے سے ان تمام سرگرمیوں میں دل کھول کر مالی تعاون کرنا چاہیے۔ (ڈاکٹر محمد یوسف قرضاوی، فتاویٰ یوسف القرضاوی، ترجمہ سید زاہد اصغر فلاحی، مرکزی مکتبہ اسلامی، نئی دہلی، ص ۱۴۳-۱۴۶)

کافر کو زکوٰۃ دینا

س: کیا کسی کافر یا ملحد کو محض انسانی بنیادوں پر زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، اگر وہ مالی تعاون کا محتاج ہو؟ یا کسی فاسق مسلمان شخص کو جو نماز روزے سے لاپروا ہو اور حرام کاموں میں ملوث ہو، اسے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے؟ یا ان لوگوں کو زکوٰۃ دینا اللہ کی نافرمانی شمار کی جائے گی؟

ج: جو شخص سرے سے اللہ، اس کے رسولوں اور یومِ آخرت کا منکر ہو تو اسے زکوٰۃ کی رقم دینی جائز نہیں ہے، کیوں کہ وہ اپنے عقیدے کی بنیاد پر اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تصور کیا جائے گا۔ اسے مالی طور پر مستحکم کرنا، گویا، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اسلام اور مسلمانوں سے برسرِ پیکار ہو اور علی الاعلان ان سے دشمنی کی باتیں کرتا ہو، اسے بھی زکوٰۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ انھیں زکوٰۃ دینا گویا ان سے موالات اور

مواخات قائم کرتا ہے اور اللہ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

البتہ وہ ذمی شخص جو مسلم حکومت کی سرپرستی میں ہے، بعض فقہا کے نزدیک محض تالیفِ قلب کی خاطر اسے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔ لیکن جمہور فقہا کا قول ہے کہ زکوٰۃ کی رقم ذمی کو بھی نہیں دی جاسکتی کیوں کہ زکوٰۃ ان ذمیوں سے وصول نہیں کی جاتی ہے اور جب وصول نہیں کی جاتی تو انھیں دی بھی نہیں جاسکتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ مسلمان مال داروں سے لی جاتی ہے اور مسلمان غریبوں کی طرف لوٹا دی جاتی ہے۔ البتہ ان ذمیوں کی زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے طریقوں سے مدد کی جاسکتی ہے اگر وہ مالی تعاون کے محتاج ہوں۔

رہے وہ مسلمان جو فاسق و فاجر ہیں، نماز نہیں پڑھتے اور حرام کام کرتے ہیں، تو انھیں زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے، بہ شرطے کہ وہ اس رقم کو اللہ کی نافرمانی کے کاموں میں خرچ نہ کریں۔ اگر وہ اس رقم کو گناہوں کے کاموں میں خرچ کریں، مثلاً شراب پینے میں یا جوا کھیلنے میں، تو زکوٰۃ کی رقم انھیں ہرگز نہیں دی جائے گی۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ سے اہلِ بدعت اور اہلِ فسق و فجور کی زکوٰۃ کی رقم دینے کے سلسلے میں سوال کیا گیا تو فرمایا: ہمیں چاہیے کہ ہم ان فقرا و مساکین اور دوسرے مستحقین زکوٰۃ کو تلاش کریں جو اللہ کی شریعت پر قائم ہوں اور نیک مسلمان ہوں۔ رہے وہ لوگ جو فاسق و فاجر ہیں اور اہلِ بدعت ہیں تو وہ سزاؤں کے مستحق ہیں نہ کہ مدد کے۔ وہ شخص جو نماز نہیں پڑھتا ہے، اس سے نماز پڑھنے کے لیے کہا جائے گا۔ اگر اس نے نماز پڑھنا شروع کر دی تو اسے زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے ورنہ نہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲۵، ص ۸۷)

محترم استاد الشیخ محمد ابوزہرہ کی راے ان سے مختلف ہے۔ وہ گنہگاروں کو بھی زکوٰۃ دینے کے حق میں ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے:

۱- زکوٰۃ والی آیت میں فقرا و مساکین کا لفظ عام ہے۔ اس میں اہلِ معصیت اور اہلِ تقویٰ کے درمیان فرق نہیں ہے۔ اگر ہم غیر مسلموں کو تالیفِ قلب کی خاطر زکوٰۃ کی رقم دے سکتے ہیں تو فاسق مسلمانوں کو بدرجہ اولیٰ دے سکتے ہیں۔

۲- ہم کسی گنہ گار مسلمان کو جو مالی تعاون کا سخت محتاج ہے، محض اس کی معصیت کی بنا پر

زکوٰۃ نہیں دیتے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس سے زندہ رہنے کا حق چھین رہے ہیں۔ تلوار سے مارنا اور بھوک سے مارنا دونوں میں زیادہ فرق نہیں۔

۳- مشکل وقتوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی مدد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے صلح حدیبیہ کے بعد ابوسفیان کے پاس ۵۰۰ دینار بھیجے تھے، کیوں کہ قبیلہ قریش قحط کا شکار ہو گیا تھا۔

۴- اہلِ معصیت کو مالی تعاون نہ دینا بسا اوقات انھیں مزید سرکشی کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ (بحث شیخ ابوزہرہ، ص ۷۵، ۷۶)

میں سمجھتا ہوں کہ استاد محترم محمد ابوزہرہ کی ان دلیلوں پر کلام کیا جاسکتا ہے:

۱- ان کی پہلی دلیل فقرا اور مساکین کا عموم ہے۔ اس عموم کی تخصیص اسلام کے اس قاعدۂ کلیہ سے ہوسکتی ہے جس کے مطابق اصل معصیت کی ہر ممکنہ زجر و توبیخ ہونی چاہیے اور معصیت میں ان کے تعاون سے پرہیز کرنا چاہیے۔ چنانچہ اسی زکوٰۃ والی آیت میں لفظ الغارمین کا بھی استعمال ہے اور وہ بھی بظاہر عام ہے، جب کہ تمام فقہا کا اتفاق ہے کہ ان قرض خوروں کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی جنھوں نے غلط کاموں کے لیے قرض لیا ہو۔

۲- ہم کہاں کہہ رہے ہیں کہ گنہ گاروں کو بھوک سے مرتا چھوڑ دیں۔ زکوٰۃ کے علاوہ دوسری مدوں سے بھی ان کی مدد کی جاسکتی ہے بلکہ کرنی چاہیے۔

۳- کفار و مشرکین کی صلہ رحمی زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے پیسوں سے کی جاسکتی ہے جیسا کہ حضورؐ نے کیا۔

درج ذیل صورتوں میں تمام فقہا کا اتفاق ہے:

۱- اہلِ معصیت کی مدد زکوٰۃ کے علاوہ دوسرے پیسوں سے کی جاسکتی ہے۔

۲- تالیفِ قلب کی خاطر اہلِ معصیت کو زکوٰۃ کی رقم دی جاسکتی ہے۔

۳- جاں بلب شخص چاہے وہ اہلِ معصیت ہی کیوں نہ ہو، اس کی جان بچانے کے لیے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

۴- اگر یہ یقین ہو کہ اہلِ معصیت زکوٰۃ کی رقم کو گناہ کے کاموں میں خرچ کرے گا تو اسے زکوٰۃ نہیں دی جائے گی۔